

اهداف عزاداری امام حسین علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8">

اقبال حیدر حیدری

اگر ہم عزاداری کرتے ہیں تو اس کا کوئی هدف اور مقصد ہونا چاہئے، کیونکہ ہر عمل کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے، لہذا اگر ہم مجالس برپا کرتے ہیں، آنسو بہاتے ہیں، سینہ زنی کرتے ہیں، وقت صرف کرتے ہیں اور پیسہ خرچ کرتے ہیں تو اس کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں اس بات پر توجہ دینا چاہئے کہ اگر یہ سب کچھ انجام دیتے ہیں تو کس مقصد کے تحت؟

چنانچہ اگر ہم عزاداری کا مقصد سمجھنے چاہیں تو سب سے پہلے ہمیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام کا مقصد سمجھنا ہوگا، کیونکہ جس مقصد کے تحت ہمارے مولا و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اتنی بڑی قربانی پیش کی کہ جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، اپنی اور اپنے عزیز و اقارب کے قربانی پیش کی، تو ضرور کوئی مقصد رہا ہوگا، آپ نے مدینہ سے روانگی کے وقت وہ مقصد لوگوں کے سامنے واضح کر دیا تھا، چنانچہ امام حسین علیہ السلام کا فرمان ہے:

”... و انما خرجت اطلب الصلاح فی امة جدی محمد (ص) اُرید آمر بالمعروف وانہی عن المنکر، اُسیر سیرۃ جدی، و سیرۃ ابی علی بن ابی طالب“۔ [1]

”میں اپنے جد رسول اللہ کی امت کی اصلاح کے لئے نکل رہا ہوں، میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں، اور میں اپنے نانا اور اپنے والد گرامی علی بن ابی طالب علیہ السلام کی سیرت پر عمل کروں گا۔“

پس معلوم یہ ہوا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام امت اسلام کی اصلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت علی علیہ السلام کی سیرت بتانے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے، لہذا ہمیں بھی امت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے قدم بڑھانا چاہئے، معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ختم کرنا چاہئے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے اہم فریضہ پر عمل کرنا چاہئے، نیز سیرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور سیرت علی علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے، اور جب ہماری مجالسوں میں ان باتوں پر توجہ دی جائے گی تو یقیناً عزاداری کے مقاصد پورے ہوتے جائیں گے ہمارا معاشرہ نمونہ عمل قرار پائے گا، اور معنوی ثواب سے بہرہ مند ہوگا، لیکن اگر ہم نے معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی، اور لوگوں کو نیکیوں کا حکم نہ دیا تو مقصد حسینی پورا نہ ہوگا، ہم برائیوں میں مبتلا رہیں اور خود کو امام حسین علیہ السلام کا ماننے والا قرار دیں، ہمارے معاشرے میں برائیاں بڑھتی جارہی ہوں اور ہم خود کو امام صادق علیہ السلام کے مذهب کا پیرو کار قرار دیں، واقعاً ہمیں شرم آنا چاہئے، چنانچہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”کونوا لنا زیناً و تکنونوا علینا شیئاً“ [2] (اے ہمارے شیعوں ہمارے لئے زینت کا باعث بنو، ہماری بدنامی کا باعث نہ بنو) واقعاً یہ غور و فکر کا مقام ہے!!

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ قوم میں بعض نئی نئی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اور ہم خاموش بیٹھے ہیں، اگر ہم نے ابھی سے ان پر توجہ نہ کی تو وہ نئی چیزیں، نئی چیزیں نہیں رہ جائیں گی بلکہ وہ دین کا جزیں جائیں گی، اور اس وقت ان کا ختم کرنا مشکل ہوگا، لیکن جو لوگ بدعت ایجاد کرتے ہیں کیا وہی عند اللہ و رسول (ص) جواب دہ ہوں گے، علماء اور ذاکرین کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم سب

ذمہ دار ہیں۔

چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بدعت کے سلسلہ میں علماء کو ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہونے لگیں تو علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علم و دانش کے ذریعہ میدان میں آئیں (اور ان بدعتوں کا مقابلہ کریں) اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس پر خدا کی لعنت اور نفرین ہو!“ [3]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہم یہاں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت کے سلسلہ میں معصومین علیہم السلام سے منقول چند احادیث کو بیان کرتے ہیں، تاکہ اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکے، کیونکہ ہمارے معاشرہ کے بعض ذمہ دار حضرات بھی اس فریضہ الہی کی نسبت کم توجہ دیتے ہیں، جبکہ ہمارے یہاں جس طرح فروع دین میں نماز واجب ہے، اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی واجب ہے، ہم خود تو نیکیاں انجام دیتے رہیں اور جنت میں جانے کی کوشش کرتے رہیں لیکن اپنے بھائی بہنوں کے سلسلہ لاپرواہی کریں، ہم خود تو برائیوں سے دور رہتے ہوں اور خود جہنم کی جلتی ہوئی آگ سے ڈرتے ہوئے برائیوں سے دور رہیں لیکن اپنے رشتہ داروں اور اپنی قوم والوں کے بارے میں توجہ نہ کریں!! ہمیں معصومین کے کلام پر توجہ کرنا ہوگی، تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کتنی زیادہ اہمیت ہے، چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سلسلہ میں فرمایا:

”ان الامر بالمعروف والنہی عن المنکر سبیل الانبیاء، ومنہاج الصالحین، فریضة عظیمہ بها تقام الفرائض، و تأمن المذاهب، وحل المکاسب، وترد المظالم وتعمر الارض، وینتصف من الاعداء ویستقیم الامر، فانکروا بقلوبکم، والفظوا بالسنتکم، وصکّوا بها جباہم، ولا تخافوا فی اللہ لومة لائم۔۔۔“ [4]

”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انبیاء (علیہم السلام) کا راستہ اور صالحین کا طریقہ کار ہے، یہ ایسا عظیم فریضہ ہے جس کے ذریعہ دوسرے تمام واجبات برپا ہوتے ہیں، ان دو واجبوں کے ذریعہ راستہ پُر امن، درآمد حلال اور ظلم و ستم دور ہوتا ہے، ان کے ذریعہ زمین آباد ہوتی ہے اور دشمنوں سے انتقام لیا جاتا ہے اور صحیح امور انجام پاتے ہیں، لہذا اگر تم کسی برائی کو دیکھو تو (پہلے) اس کا دل سے انکار کرو اور پھر اس انکار کو اپنی زبان پر لاؤ، اور پھر اپنے ہاتھوں سے (برائیوں سے باز نہ آنے والے کے) منہ پر طمانچہ مار دو، اور راہ خدا میں کسی طرح کی سرزنش اور ملامت سے نہ گھبراؤ“ [5]

اسی طرح امام باقر علیہ السلام معاشرہ میں پھیلتی ہوئی برائیوں کے سامنے خاموش رہنے والے افراد کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اوحی اللہ تعالیٰ الی شعیب النبی (ع) إني لمعذب من قومک مائة ألف: اربعین ألفاً من شرارہم، وستین ألفاً من خیارہم، فقال یارب ہو لاء الاشرار، فما بال الا خیار؟

فاوحی اللہ عزّ وجلّ الیہ: انہم داهنوا اهل المعاصی، ولم یغضبوا الغضبى۔“ [6]

”خداوند عالم نے جناب شعیب نبی علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ میں تمہاری قوم کے ایک لاکھ آدمیوں پر عذاب نازل کروں گا، جس میں چالیس ہزار بُرے لوگ ہوں گے، اور ساٹھ ہزار اچھے لوگ، یہ سن کر حضرت شعیب (علیہ السلام) نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کی: بُرے لوگوں کا حال تو معلوم ہیں لیکن اچھے لوگوں کو کس لئے عذاب فرمائے گا؟

خداوند عالم نے دوبارہ وحی نازل فرمائی کہ چونکہ وہ لوگ اہل معصیت اور گناہگاروں کے ساتھ سازش میں شریک رہے، اور میرے غضب سے غضبناک نہیں ہوئے۔

یعنی برے لوگوں کو برائی کرتے دیکھتے رہے اور ان خدا کے قہر و غضب سے نہ ڈرایا۔

مصائب میں ضعیف روایات سے اجتناب امام حسین علیہ السلام اور خاندان عصمت و طہارت کے مصائب پر گریہ کرنا اور آنسوؤں بھانا بہت عظیم ثواب رکھتا ہے، جیسا کہ متعدد احادیث میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہوا، لہذا ہمیں چاہئے کہ امام حسین اور اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر روئیں اور آنسوؤں بھائیں، ہمارے ذاکرین کو اس بات پر توجہ رکھنا چاہئے کہ رونے اور رلانے کے سلسلہ میں معتبر مقاتل سے روایات بیان کریں، اور ضعیف روایتوں کے بیان سے اجتناب کریں، کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ ہماری احادیث کے درمیان بعض جعلی روایات بھی شامل کردی گئی ہے، یہ ہماری مجبوری ہے، لیکن خداوند عالم نے ہمیں عقل جیسی عظیم الشان نعمت سے نوازا ہے، لہذا ہمیں اپنی عقل سے کام لینا چاہئے، مثال کے طور پر جب ہم نے ائمہ معصومین علیہم السلام کو مستحکم دلائل کے ذریعہ معصوم مان لیا اور یہ قاعدہ ثابت کردیا کہ معصوم سے کوئی غلطی اور خطا سرزد نہیں ہوسکتی، چاہے وہ نبی ہو یا امام، تو پھر اسی کسوٹی پر ہمیں روایات کو دیکھنا ہوگا، اگر کسی روایت میں کسی معصوم کی طرف خطا یا غلطی کی نسبت دی گئی ہے تو وہ روایت صحیح نہیں ہوسکتی، لہذا درایت کو روایت پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔

جیسا کہ بعض ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی آخری عمر میں لوگوں کو جمع کرکے کہا کہ جس کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو وہ آئے اور اپنا حق لے لے، چنانچہ مجمع سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ایک مرتبہ جنگ میں آپ نے کوڑا ہوا میں لہرایا لیکن وہ مجھے لگ گیا، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کہا: آؤ اور مجھ سے بدلہ لے لو، وہ شخص اٹھا اور آپ کے پاس آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی پیٹھ حاضر کردی، اس نے کہا: یا رسول اللہ! جس وقت میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا تو اس وقت میری پیٹھ برہنہ تھی، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی قمیص نکال دی، لیکن وہ شخص کوڑا مارنے کے بجائے آپ کی پیٹھ کا بوسہ لینے لگا۔۔۔۔۔۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس حدیث میں رسول اسلام کو لوگوں کے حقوق پر توجہ رکھنے والا قرار دیا ہے لیکن اس روایت میں بڑے سلیقہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی طرف خطا اور غلطی کی نسبت دی گئی ہے کہ راستہ میں غلطی سے کوڑا لگ گیا، تو اگر ہم معصومین علیہم السلام کو معصوم مانتے ہیں تو اس قاعدہ کے تحت اس روایت کو صحیح نہیں مان سکتے کیونکہ اس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی طرف غلطی کی نسبت دی گئی ہے، لہذا ہمیں روایات نقل کرنے سے پہلے مسلم اصول اور قواعد کے تحت تجزیہ و تحلیل کرنا چاہئے تاکہ عوام الناس سے ایسی ضعیف روایتیں نہ پہنچیں، اور ان کے عقائد میں تزلزل پیدا نہ ہو۔

شاعر اور ماتمی انجمنوں کی ذمہ داری شاعر اہل بیت (ع)، نوحہ خوان یا مرثیہ خوان اور ماتمی انجمن بھی ہماری مجالس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور ان سب کا عظیم ثواب روایات میں بیان ہوا، معصومین علیہم السلام کی سیرت بھی یہی رہی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی مدح خوانی کرنے والے شاعروں کو تحفہ اور انعامات سے نوازتے تھے، لہذا ہمارے شعراء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اشعار کے لئے دینی اہم کتابوں کا

مطالعہ کریں تاکہ انہیں سے حاصل شدہ مطالب کے تحت ان کے اشعار ہوں، اور اس میں بھی صرف معتبر روایات کی بنا پر اشعار کہیں، اہل بیت علیہم السلام کی مدح میں غلو سے کام نہ لیں، کیونکہ خود معصومین علیہم السلام نے ہمیں غلو سے روکا ہے۔ چنانچہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے غلو کے بارے میں فرمایا:

”ان مخالفینا وضعوا اخباراً فی فضائلنا وجعلوها علی ثلاثة اقسام: احدها: الغلو، و ثانيها: التقصير فی امرنا، و ثالثها: التصريح بمثالب اعدائنا“۔ [7]

”ہمارے مخالفوں نے ہمارے فضائل کے سلسلہ میں بہت سی روایتیں گڑھی ہیں، جن کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، ان روایات کا ایک دستہ غلو پر مشتمل ہے، اور دوسرے دستہ میں ایسے مطالب بیان ہوئے ہیں جن ذریعہ ہماری قدر و منزلت کھٹائی جاتی ہے، اور تیسرا دستہ وہ روایت ہے جن میں ہمارے دشمنوں کو بُرا بھلا کہا گیا ہے اور ان کے عیوب کو آشکار اور برملا کیا گیا ہے۔“

لہذا ہمیں اہل بیت کے فضائل بیان کرنے میں غلو سے کام نہیں لینا چاہئے، نیز نہ ہی اہل بیت علیہم السلام کی مدح میں کمی کرنا چاہئے، جو حق ہے وہی بیان ہونا چاہئے نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔ نیز ہماری ماتمی انجمنوں اور نوجوانوں کو بھی شہداء کربلا کے ماتم کے لئے آگے بڑھنا چاہئے اور غم حسین منانا چاہئے، کیونکہ غم حسین منانے کا بہت عظیم ثواب ہے، لیکن اگر ہمارا مقصد غم حسین منانا ہے تو پھر ہمیں دوسرے غلط کاموں سے دور رہنا چاہئے، اختلافات اور لڑائیاں ماتم حسین میں!! نہیں ہرگز نہیں!! در حقیقت ماتم کرتے وقت ہماری آنکھوں سے آنسو بہنا چاہئے لیکن بعض نوجوانوں کو ماتم میں ہنستے ہوئے دیکھا جاتا ہے تو عجیب لگتا ہے کہ ایک طرف سے یا حسین کہا جا رہا ہے اور سینہ پر ماتم ہو رہا ہے لیکن آنکھ میں آنسو نہیں تو کوئی بات نہیں، کم از کم ہماری صورت رونے والوں کی طرح تو ہو، اور اگر کوئی ماتم کرتے ہوئے مسکرائے تو کتنے افسوس کی بات ہے!!

خواتین کی ذمہ داری ہماری مائیں اور بہنیں اس عزاداری میں برابر کی شریک ہیں، مجالس میں عورتوں کی تعداد بھی کم نہیں ہوتی اور ان کی اپنی مخصوص زنانہ مجالس بھی ہوا کرتی ہیں بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہیں اگر مردانہ مجالس برپا نہیں ہوتیں تو کم از کم زنانہ مجالس تو ہوتی ہی ہیں، اور مجالس میں جتنا ثواب مردوں کو ملتا ہے اتنا ہی ثواب عورتوں کو بھی ملتا ہے، کیونکہ ثواب میں مرد و عورت برابر ہیں، چنانچہ وہ بھی ذاکر سے دینی مسائل، اعتقادی دلائل اور فضائل و مصائب اہل بیت علیہم السلام سنتی ہیں، اور مجالس میں ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، لیکن ہماری بہنوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مجالس میں جاتے وقت اہل عزاء جیسے لباس پہنیں، پردہ کا خیال رکھیں، کسی نامحرم مرد پر نگاہ نہ ڈالیں، تاکہ ثواب کی غرض سے مجالس میں جاتی ہیں تو ثواب ہی حاصل کریں ایسا نہ ہو کہ ظاہری طور پر تو مجلس جانے کا ارادہ کیا ہے لیکن راستہ میں گناہوں کی مرتکب ہو جائیں، لہذا پردہ کا پورا پورا خیال رکھیں، اور اپنے شوہر یا ماں باپ کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم نہ نکالیں، اور دیگر کاموں میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو نمونہ عمل قرار دیں، اور خود کو ان کی کنیز سمجھیں، تاکہ کل روز قیامت شہزادی کے سامنے سرخ رو رہیں۔

آخر کلام میں ہم خداوند عالم کی بارگاہ میں دست دعا بلند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیندار بننے کی توفیق عنایت کرے، اور ہر طرح کے گناہوں سے دور رہنے کی توفیق دے، نیز ہماری عزاداری ”مقصد حسینی“ کی تکمیل

کا سبب قرار پائے۔ (آمین یا رب العالمین)

والسلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ
اقبال حیدر حیدری

حواجات:

[1] المناقب، ج ۴، ص ۸۹۔

[2] وسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۸۔

[3] میزان الحکمة، ح ۱۶۴۹۔

[4] تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۱۸۰۔

[5] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب اور درجات کے سلسلہ میں فقہی کتابوں (توضیح المسائل وغیرہ)
(کی طرف رجوع فرمائیں۔

[6] تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۱۸۱۔

[7] عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۳۰۴۔